ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

بنجر زمینوں کی آبادکاری کے فقہی پہلوؤں کا جائزہ

Islamic Perspectives on Urban Development of Barren Lands: A Jurisprudential Analysis

☆ناصر وحید خان
SESEعربی گورنمنٹ ایلیمنٹری سکول ریاض آباد، میانوالی، پنجاب۔
☆☆عبد المعید
پی ایچ ڈی سکالر، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز، پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

Abstract
This analytical study explores contemporary fiqhi challenges related to the rejuvenation of unused lands, with a particular focus on the Islamic concept of "Al-Muawaat." The fuqahaa' (may Allaah have mercy on them) defined it as land that is not being used for a specific purpose and which is not owned by anyone whose ownership is protected by shari'ah. The study scrutinizes the "Tehjeer" means three-year waiting period, emphasizing its alignment with Islamic principles. This timeframe allows a year for the individual to return home and a year for preparation, ensuring complete freedom and ease for agricultural activities without time constraints. It resonates with Hazrat Umar's (R.A) stipulation that a "mutahajir" loses land rights after three years. Many of the Muslim jurists regard this type of land as waqf land or treat it as war spoils, which fall into community ownership. Anybody who can rehabilitate this type of land or bring it into direct utilization can claim ownership, but he cannot override the requirements of the State for the general interests of the community. This study underscores Islam's emphasis on equitable land ownership, ensuring responsible cultivation and development. In navigating the complexities of revitalizing disused lands, the research offers a comprehensive analysis of the evolving jurisprudential landscape, shedding light on the intersection of Islamic principles and contemporary challenges in land ownership and cultivation.

Keywords: Al-Mawaat, Tahjeer, Fiqhi Issues, Disused Lands, Three-Year Waiting Period, Equitable Land Ownership

تمہید

ہمارا دعوی ہے کہ اسلام دین فطرت ہے اس کا تقاضہ یہ ہے کہ اسلام میں ہر اس کام کی جازت ہو جس کا تقاضہ فطرت کی جانب سے ہو۔ چنانچہ فطرت کا تقاضہ یہ ہے کہ آدمی کی نجی ملکیت کو تسلیم کیا جائے اور فطرت کے نتیجے میں ملنے والی چیز کا آدمی کو مالک قرار دے کر اسے اس سے مکمل انتفاع کا حق ملنا چاہے۔ اب فطری طور پر انسان کے کسی چیز پر ملکیت حاصل کرنے کی تین صورتیں ہیں۔

1۔ کوئی شخص ی ملکیت کو برضا و رغبت دوسرے آدمی کی طرف منتقل کر دے یا معاوضہ لے کر یعنی بطور ہبہ و انعام دے یا قیمت لے کر فروخت کر دے تو دوسرا شخص اس چیز کا مالک ہو جائے گا اور اب پہلا شخص اس میں کوئی مداخلت نہیں کر سکتا۔

2۔ آدمی کوئی چیز وراثت میں پائے اس سے ملکیت بذریعہ وراثت قائم ہو جاتی ہے۔

3۔ آدمی اپنی محنت اور کوشش سے کوئی مباح چیز جس کا کوئی مالک نہ ہو حاصل کر لے۔

اسلام نے ہمیں فطرت کے عین مطابق ان تمام طریقوں سے ملکیت حاصل کرنے کی نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ اس بارے میں مکمل رہنمائی بھی کی ہے اس کے علاوہ جتنے بھی غیر فطری طریقے ہیں مثلا چوری غصب وغیرہ ان سب کی روک تھا بھی کی ہے۔ چناچہ پہلی قسم کی ملکیت کے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

بارے احکام کتب حدیث وفقہ کی کتاب البیوع، کتاب الھبہ وغیرہ سے ملتے ہیں۔ دوسری قسم کے احکام قرآن حدیث وفقہ سے وافر مقدار میں حاصل ہوتے ہیں جن کو علم الفرائض یا علم المیراث کہا جاتا ہے۔اس پر الگ سے کتب بھی لکھی گئی ہیں۔ جبکہ تیسری قسم وہ ہے جس میں پانی ہوا روشنی آگ وغیرہ ایسی مباح چیزیں شامل ہیں جو قدرت نے انسان کے فائدے کے لئے وافر مقدار میں مہیا کر دی ہیں اگر ان چیزوں میں سے کسی ایک انسان اپنی محنت وقت اور پیسہ لگا کر ان اپنے پاس محفوظ کر لے یا کارآمد بنالے تو وہ اس کی ملکیت ہو جائیں گی اگرچہ وہ حقیقت کے اعتبار سے مباح الاصل ہی کیوں نہ ہوں۔ مثلاً پانی کو ہی دیکھ لیجئے سمندروں، دریاوں، قدرتی آبشاروں چشموں وغیرہ کا پانی کسی کی ملکیت نہیں لیکن اگر اسی پانی کو ٹینکیوں، گھڑوں، مٹکوں، یا بوتلوں میں بھر کر محفوظ کر لیا جائے تو آدمی کی ملکیت ہو جاتا ہے اسے بیچنا بھی جائز ہو جاتا ہے۔اسی طرح زمین کا معاملہ ہے جب شروع میں انسان نے زمین پر قدم رکھا تو ساری زمین مباح تھی لیکن جیسے جیسے انسان نے زمین کو استعمال کرنا شروع کیا تو جو جس قبضے میں آئی یا جس نے جو زمین صاف کر کے آباد کر لی وہ اسی کی ملکیت قرار پائی۔ آہستہ آہستہ زمین کا اکثر و بیشتر حصہ آباد ہو کر لوگوں کی ملکیت میں چلا گیا لیکن اسلام کے ابتدائی دور سے لے کر اب تک بہت سی زمینیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کا کوئی مالک نہیں ہوتا دور افتادہ جنگل و بیابان ہوتے وہاں آج بھی کوئی محنت کر کے زمین کو ہموار کر کے کاشتکاری کرنا شروع کر دے تو وہ فطرت کے قاعدے مطابق اس کی ملکیت کہلائے گی اسی کو فقہ کی زبان میں "احیائے موات" کہا جاتا ہے۔

احیائے موات کی تفہیم

احیاء کا مطلب زندہ کرنا ہے جبکہ "موات" سحاب اور غراب کے وزن پر "موت" کا مصدر ہے مالاحیاۃ فیہ کو کہا جاتا ہے یعنی وہ چیز جس میں زندگی نہ ہو۔ شریعت کی اصطلاح میں موات ان زمینوں کو کہا جاتا ہے جن سے کوئی نفع حاصل نہ ہوتا ہو نہ ان کا کوئی مسلمان یا ذمی مالک معلوم ہو چاہے ماضی میں ان کا کوئی مالک رہا ہو یا نہ رہا فی الحال وہ کسی کی ملکیت میں نہ ہوں چنانچہ صاحب ہدایہ علامہ ابو بکر المرغینانی نے درج ذیل الفاظ میں موات کی تعریف کی ہے

"الموات مالاینتفع به من الاراضی"[1]

"موات وہ زمینیں ہیں جن سے کسی قسم کا فائدہ نہیں حاصل کیا جاسکتا"

جبکہ علامہ شامی نے ردالمختار میں موات کی درج ذیل تعریف بیان کی ہے

"الموات ارض لاینتفع بها عادیة اومملوکة فی الاسلام لیس لها مالک معین مسلم او ذمی"[2]

"موات ایسی زمین کو کہا جاتا ہے جو کسی قسم کا فائدہ نہ دے چاہے وہ عادی ہو یا اسلام میں مملوکہ ہو لیکن اس کا کوئی معین مالک معلوم نہ ہو"

مواتِ زمین کی شرائط

کس زمین کو موات قرار دیا جائے گا کس کو نہیں اس سلسلے میں چند شرائط فقہائے کرام نے بیان کی ہیں۔

1. ایسی زمین ہو جس سے کسی قسم کا نفع حاصل نہ ہو رہا ہو بالکل بنجر پڑی ہو۔ یعنی اگر زمین بے آباد ہے اور کسی طرح کا نفع اس سے حاصل ہو رہا ہے تو اس کو موات نہیں قرار دیا جائے گا۔

---

[1] مرغینانی، برہان الدین امام ابوالحسن علی بن ابی بکر، ھدایہ ج4ص 483

[2] ردالمختار علی درالمختار، ج10ص5

2. کسی کی مسلمان یا ذمی کی ملکیت میں نہ ہو۔ اگر بے آباد زمین کسی کی مملوکہ ہے تو اس کو موات نہیں کہا جائے گا۔ اگر زمین مملوکہ ہو اور اس کا مالک نامعلوم ہو تو اس کو لقطہ قرار دیا جائے گا موات نہیں ہو گی۔
3. عام آبادی سے دور جنگل بیابان ہو۔ فقہاء نے کہا ہے کہ اتنی ہو کہ اگر آبادی کے ایک کنارے پر کھڑا شخص زور سے چیخے تو بھی اس زمین تک آواز نہ پہنچے
4. بستی والوں کے کسی استعمال کی نہ ہو۔ بستیوں کے آس پاس کافی زمینیں بنجر پڑی ہوتی ہیں جو بستی کے اجتماعی فوائد میں استعمال ہوتی ہیں مثلاً ایندھن رکھنے کے لئے یا مویشی چرانے کے لئے یا مویشی باندھنے کے لئے اسی طرح بعض جگہوں پر لوگ بستی سے باہر ایک جگہ جمع ہو کر گپ شپ کرتے ہیں

گویا اسی کوئی زمین جس میں یہ شرائط نہ پائی جاتی ہوں اس کو کوئی آباد کر لے تو اسے احیاء نہ کہا جائے گا نہ ہی وہ اس کا مالک ہو گا بلکہ اس سے وہ زمین واپس لے لی جائے گی اگر اس کا کوئی مالک ہے تو اسے دی جائے گی ورنہ وہ عامۃ الناس کے استعمال میں ہو تو اسے واپس ویسا ہی چھوڑ دیا جائے گا۔

بنجر زمینوں کی آبادی سے متعلق احادیث

موات کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدیم ترین اصولوں کا تجدید فرمائی جس سے دنیا میں ملکیت زمین کا آغاز ہوا ہے جب انسان نے اس کرہ خاکی کو آباد کرنا شروع کیا تو اصول یہی تھا کہ جو جہاں قابض ہو گیا وہ جگہ اسی کی ہو گئی، اور جس جگہ کو کسی نے کسی طور پر کار آمد بنا لیا ہے اس کے استعمال کا وہی زیادہ حقدار ہے۔ یہی قاعدہ تمام عطیات فطرت پر انسان کے مالکانہ حقوق کی بنیاد ہے، اور اسی کی توثیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر اپنے ارشادات میں فرمائی ہے چنانچہ احادیث میں آتا ہے۔

"عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من عمر ارضا ليست لاحد فهو احق بها. قال عروة قضى به عمر في خلافته"[3]

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما جس شخص نے کسی ایسی زمین کو آباد کیا جو کسی دوسرے کی ملک نہ ہو وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔ عروہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ اسی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں عمل درآمد کرایا

ایک اور حدیث میں ہے

"عن جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من احيى ارضا ميتة فهى له[4] "

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کسی نے مردہ زمین کو زندہ کیا (یعنی بے کار پڑی ہوئی زمین کو کار آمد بنایا) وہ زمین اسی کی ہے۔"

"عن سمرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من احاط حائطا على ارض فهى له[5]."

---

3 بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح ، ابواب الحرث والمزراعةو ما جاء فيه، باب من احيى ارضا فهى له، ناشر مکتبہ رحمانیہ، ج1 ص412

4 نسائی، عبد الرحمٰن، سنن النسائی، ناشر مکتبہ قدیمی کراچی، ج2 ص285

5 ابو داود، سلیمان بن اشعث، السجستانی، سنن ابی داود، ناشر مکتبہ رحمانیہ لاہور،، کتاب الامارة والخراج والفيئ باب احياء الموات، ج2 ص86، حدیث رقم 3076

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

"حضرت سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی افتادہ زمین پر احاطہ کھینچ لیا وہ اسی کی ہے۔"

"عن عروة قال اشهدان رسول الله صلى الله عليه وسلم قضى ان الارض ارض الله والعباد عباد الله، ومن احيى مواتا فهواحق بها، جاءنا بهذاعن النبي صلى الله عليه وسلم الذين جاد بالصلوات عنه".[6]

"عروہ بن زبیر تابعیؒ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ زمین خدا کی ہے اور بندے بھی خدا کے ہیں جو شخص کسی مردہ زمین کو زندہ کرے وہی اس زمین کا زیادہ حقدار ہے۔ یہ قانون ہم تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انہی بزرگوں کے ذریعہ پہنچا ہے جن کے ذریعے پنج وقتہ نماز پہنچی ہے۔(یعنی صحابۂ کرام)۔"

بنجر زمینوں سے متعلق فقہی احکام

اب یہاں یہ بات بھی جاننے کے قابل ہے کہ بنجر زمینوں کے آباد کرنے میں شریعت مطہرہ کے اصولوں کی پاسداری ضروری ہے چنانچہ ذیل میں چند مسائل فقہیہ درج کیے جاتے ہیں جن سے آج کے دور میں بنجر زمین کو آباد کرنے کے احکام سمجھنے آسان ہو جائینگے۔

اذن امام (حکومت کی اجازت) ضروری ہے یا نہیں؟

فقہاء کے درمیان اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ بنجر زمین کو آباد کرنے سے پہلے حکومت یا امام کے اجازت ضروری ہے یا نہیں۔ اگر کسی نے بغیر اجازت زمین آباد کرلی تو وہ اس کی ملکیت میں آجائے گی یا نہیں؟

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ

امام صاحبؒ فرماتے ہیں امام یا حکومت وقت یا اسکے مقرر کردہ بندے سے اجازت لینا ضروری ہے تب ہی اس کی ملکیت میں آئے گی۔

امام مالک، امام شافعی، امام احمد حنبل، امام ابو یوسف و محمد رحمھم اللہ

یہ حضرات فرماتے ہیں امام یا حکومت وقت کی اجازت لینا ضروری نہیں ہے بغیر اجازت امام بھی احیاء کرلے تو وہ مالک ہو جائے گا۔

فریقین کے دلائل

ائمہ ثلاثہ صاحبینؒ کی دلیل یہ حدیث ہے

"عن سمرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من احاط حائطا على ارض فهي له".[7]

"حضرت سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی افتادہ زمین پر احاطہ کھینچ لیا وہ اسی کی ہے۔"

نیز وہ فرماتے ہیں کہ موات زمین ایک مباح چیز ہے جس نے پہلے اس پر قبضہ حاصل کرلیا وہ اسی کی ملکیت ہو جائے گی جیسا کہ عام مباح چیزوں (گھاس، لکڑیوں، پرندوں، شکار وغیرہ) کے بارے میں یہی اصول ہے۔

---

6 سنن ابی داود، كتاب الامارة والخراج والفيئ باب احياء الموات، ج2 ص86 حدیث رقم 3074

7 سنن ابی داود، كتاب الامارة والخراج والفيئ باب احياء الموات، ج2 ص86، حدیث رقم 3076

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

امام ابو حنیفہؒ کی دلیل یہ حدیث ہے

"ليس للمرء الا ماطابت نفس امامه[8]"

"آدمی کے لئے سوائے اس کے نہیں کہ جو اس کا امام اس کے لئے پسند کرے"

نیز یہ فرماتے ہیں کہ یہ بنجر زمین بھی ایک قسم کا مال غنیمت ہے کیونکہ یہ بھی مسلمانوں کو فتح کے نتیجے میں حاصل ہوئی ہے اور مال غنیمت کو بغیر امام کی اجازت کے اپنی مرضی سے مالک بننا جائز نہیں تو یہاں بھی جائز نہ ہو گا۔

جو روایت اوپر ائمہ نے پیش فرمائی ہے اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ہو سکتا ہے رسول اللہ ﷺ نے بطور حاکم ریاست اور امام کے یہ اعلان کیا ہو نہ کہ اس کو شرعی حکم قرار دیا ہو[9]

احناف کے ہاں فتوی امام ابو حنیفہؒ کے قول پر ہے فتاوی شامی میں علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں۔

"قول الامام هو المختار ولذا قدمه في الخانية والملتقى كعادتهما، وبه أخذ الطحاوي وعليه المتون".[10]

"مختار اور مفتی بہ قول امام صاحب کا ہی ہے اسی وجہ سے فتاوی تاتارخانیہ اور ملتقی کے مصنف نے اپنی عادت کے طابق اس کو مقدم کیا ہے اور اسی کو امام طحاویؒ نے بھی اختیار کیا ہے اور اسی پر متون فقہ ہیں"

لہذا آج کل بھی اگر کہیں بنجر زمین موجود ہو اور کوئی اس پر محنت اور پیسہ لگا کر اس کو آباد کر لے تو حکومت کی اجازت لے کر ہی وہ مالک بنے گا بغیر اجازت مالک نہ ہو گا۔

احیاء کس عمل سے ثابت ہو جائے گا؟

اگر کسی نے ارض موات میں ہل چلا کر اس کی سینچائی کر دی یعنی پانی لگا دیا تو امام محمدؒ سے مروی روایت کے مطابق یہ عمل احیاء ہو گا لیکن اگر صرف ہل چلایا یا صرف سینچائی کی تو یہ احیاء نہیں ہو گا بلکہ تحجیر ہو گی، اس طرح اگر زمین کی نالیاں کھودیں اور اس کی سینچائی نہیں کی تو یہ بھی تحجیر ہو گی، ہاں اگر نالیاں کھودنے کے ساتھ ساتھ سینچائی بھی کر دی تو اب احیاء ہو گا۔ کیونکہ اب دو عمل جمع ہو گئے، اسی طرح اگر اس نے زمین کی چہار دیواری کر دی یا اس پر مضبوط بندھ بنا دیا اور اسے پختہ کر دیا کہ وہ زمین پانی سے محفوظ ہو گئی تو یہی احیاء ہو گا کیونکہ عمارت اور تعمیر کا نام احیاء ہے اور چار دیواری بنانا بھی بناء کے درجے میں ہے۔

تحجیر کیا ہے؟

حجر کا مطلب پتھر ہے اسی سے تحجیر باب تفعیل ہے جس کا مطلب پتھر لگانا ہے موات کے باب میں تحجیر کا مطلب یہ ہے کوئی آدمی بنجر زمین کو اپنے قبضے میں لینے کے لئے اس کے ارد گرد پتھر لگا دے، یا صرف چاروں کونوں پر پتھر لگا دے، یا مکمل چار دیواری کر دے، کنواں کھود لے

8زیلعی، جمال الدین، یوسف، الحنفی، نصب الراية ، ناشر مكتبه المكيه، مكه مكرمه ج4، ص290 حدیث رقم 7522

9 ہدایہ، کتاب احیاء الموات، ج4 ص483، 482

10 ردالمختار، ج10 ص5، 4

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

،گارے سے نشان لگالے یا اس میں سے جڑی بوٹیاں صاف کردے یا کناروں پر باڑ یا پودے لگالے الغرض کسی بھی معروف طریقے سے اس کو اپنے لئے مخصوص کرلے تو فقہ کی اصطلاح میں اسے تحجیر کہتے ہیں[11]

تحجیر کے بعد معطل چھوڑنے کا حکم

باتفاق فقہاء تحجیر کرنے والا اس افتادہ زمین کا مالک نہیں ہو جاتا لیکن اس کا حق ثابت ہو جاتا ہے اب کوئی دوسرا اس کو آباد نہیں کرسکتا البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ تین سال تک اگر تحجیر کرنے والا اس پر کچھ کاشت نہ کرے تو اب اس پر اسکا حق باقی نہیں رہے گا۔ امام اس سے وہ زمین واپس لے کر کسی دوسرے کے حوالے کردے گا تاکہ وہ اس پر زراعت کرے اور عامۃ الناس کا فائدہ ہو چنانچہ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے لیس للمتحجر بعد ثلاث سنین حق[12] "تحجیر کرنے والے کو تین سال کے بعد حق نہیں ہے"

در المختار میں ہے

"(ومن حجر أرضاً بوضع علامة من حجر أو غيره ثم أهملها ثلاث سنين دفعت إلى غيره وقبلها هو أحق بها وإن لم يملكها)[13]"

"جس نے تحجیر کی کوئی بھی علامت لگا کر مثلا پتھر وغیرہ لگادیئے پھر اسے بے کار چھوڑ دیا تو دوسرے کو دے دی جائے گی اور تین سال سے پہلے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے اگر چہ وہ اس کا مالک نہیں ہوا"

صاحب ہدایہ نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کے تحجیر کے بعد اسے ایک زمانہ چاہیے جس میں وہ گھر جائے پھر ایک زمانہ چاہیے جس میں وہ اپنا سامان وغیرہ تیار کرے (مثلا ٹریکٹر کا بندوبست کرے، یا کرائے پر لینا ہے تو پیسے کا بندوبست کرلے) پھر ایک زمانہ اس کو چاہیے جس میں وہ لوٹ کر اس تحجیر شدہ زمین کے پاس آئے تاکہ اسے آباد کرے تو پس ہر زمانے کو ہم ایک سال فرض کرلیتے ہیں کیونکہ سال سے کم تو زمانہ نہیں کہتے بلکہ مہینہ، ایام، گھنٹے اور منٹ ہوتے زمانے کا اطلاق سال پر ہونا چاہیے اب اس مدت کے گزرنے کے بعد بھی اگر وہ واپس نہیں آتا تو اکا مطلب اس نے یہ زمین چھوڑ دی ہے اب کسی دوسرے کو دی جاسکتی ہے[14]

دریاؤں کے آس پاس کچے کی زمینوں کو آباد کرنا

سرزمین پاکستان جہاں اور بہت سی قدرتی نعمتوں سے مالامال ہے وہیں اللہ تعالی نے اسے بہت سارے دریا بھی عطا کئے ہیں جن میں سے پانچ بڑے دریا پنجاب میں سے گزرتے ہیں۔ اب صورتحال یہ ہے کہ جس علاقے سے دریا کا گزر ہوتا ہے اس کے آس پاس بہت سی زمین بنجر پڑی ہوتی ہے جسے مقامی زبان میں کچے کا علاقہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جس سال بارشیں زیادہ ہوتی ہیں یا پہاڑوں پر برف زیادہ پڑتی ہے اور دریا میں پانی زیادہ آجاتا ہے تو وی آس پاس کی ساری زمینیں زیر آب آجاتی ہیں۔ ان زمینوں کو چھوڑنے کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے جبکہ بعض زمینیں ایسی ہیں جن سے پہلے دریا گزرا کرتا تھا پھر اس نے آہستہ آہستہ اپنا رستہ بدل لیا اور وہ اس زمین کو چھوڑ گیا تو پھر لوگ ان زمینوں کو آباد کرلیتے ہیں ۔ صاحب ہدایہ ایسی زمینوں کے بارے میں لکھتے ہیں اگر وہ زمینیں ایسی ہیں کہ اس طرف دریا دوبارہ آسکتا ہے تو ان کو آباد کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ

---

11 ردالمختار، ج10 ص5

12 ابو یوسف، یعقوب بن ابراھیم، کتاب الخراج (مترجم)، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ص189

13 درالمختار مع ردالمختار علی درالمختار، ج10 ص5

14 ہدایہ، ج4 ص484

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

زمین گویا دریا کی ضرورت ہے اور دریا عوام الناس کی ضرورت ہے لیکن دریا نے اس طرف آنا بالکل ترک کر دیا ہو اور وہ زمین لوگوں کے اور کسی کام کی نہ ہو تو "موات" کہلائے گی اس کو آباد کیا جا سکتا ہے۔

"قال وما ترك الفرات والدجلة وعدل عنه الماء ويجوزعودة اليه لم يجز احياءه لحاجة العامة إلى كونه نهرا وان كان لا يجوزان يعود اليه كالموات اذالم يكن حريما لعامرلان ليس في ملك احد لان قهرالماء يدفع قهرغيره وهو اليوم في يد الامام"[15]

"پس جو جگہ دجلہ وہ فرات (مشہور دریا) چھوڑ دیں اور اس سے پھر جائیں لیکن ان کا واپس وہاں آنا جائز ہو تو اس کو آباد کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ عوام کی ضرورت کی زمین ہے دریا ہونے کی وجہ سے اور اگر ان کا لوٹنا ممکن نہ ہو تو وہ موات کی طرح ہو گی اگر وہ کسی بستی کی حریم نہ ہو تو۔ اس لئے کہ اب وہ کسی کی ملکیت میں نہیں کیونکہ پانی کا قبضہ دوسرے لوگوں کے قبضے کو روکتا ہے جبکہ اب وہ امام کے قبضے میں ہو گی۔"

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ جو زمینیں ایسی ہیں کہ وہاں ایک عرصے بعد دریا کے پانی کا واپس آنا ممکن ہو ان کو حکومت کی اجازت سے آباد کر کے استعمال میں لانا تو کسی حد تک جائز ہو سکتا ہے لیکن اس پر مالکانہ حقوق ثابت نہیں ہونگے اگرچہ حکومت اجازت بھی دے دے۔

خلاصہ بحث

دین فطرت ہونے کے تقاضہ کے عین مطابق اسلام نے ہمیں فطری طریقہ ہائے ملک (یعنی دوسرے کی ملکیت کا برضا و خوشی منتقل ہونا، وراثت میں ملنا، اور مباح چیز پر قبضہ حاصل کرنا) کی نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ ساتھ ساتھ ہر ایک کا صحیح طریقہ بھی بتایا ہے۔ تیسرے طریقے کے مطابق اگر کہیں ایسی زمین ہو جس کا کوئی مالک نہ ہو تو اس پر جو شخص پہلے قبضہ کر کے اسے آباد کر لے گا اسلام کی رو سے وہی اس کا حقدار ہو گا اور امام کی اجازت سے وہ اس کی ملکیت بن جائے گی وہ اس کو بیچ بھی سکتا ہے موت کے بعد اس کے وارثوں کو بھی منتقل ہو گی۔ اسی کو احیائے موات کہا جاتا ہے اس کا فلسفہ یہ ہے کہ بنجر پڑی زمینیں جو کسی کام کی نہیں انہیں جب آباد کیا جائے گا تو زراعت کو فروغ ملے گا اسی سے عشر و خراج میں اضافہ ہو گا۔ لیکن یہ بھی خیال رہے کہ ہر بے آباد زمین کو موات نہیں کہا جا سکتا ہے۔ اس کے شرط یہ ہے کے بے آباد زمین کا کوئی بھی مالک نہ ہو ، بلکل بے کار پڑی ہو ، آبادی سے دور کسی جنگل بیابان میں ہو فقہاء کے مطابق اتنی دور کے آبادی سے وہاں تک چیخ بھی نہ پہنچے ، نیز وہ لوگوں کی چراگاہ، حمیٰ، ایندھن جمع کرنے کی جگہ، یا کھلیان وغیرہ بھی نہ ہو الغرض اس سے کسی قسم کا مفاد متعلق نہ ہو تب اسے موات قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس بارے احادیث کافی ہیں جیسا کہ حضرت جابرؓ کی حدیث ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے افتادہ زمین کو آباد کیا وہ اسی کی ہے ۔ حضرت سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بنجر زمین پر احاطہ بنا لیا وہ اسی کی ہو گئی۔ افتادہ زمین کو آباد کرنے کے بعد یا پہلے امام وقت یا حکومت کی اجازت کی ضرورت ہے یا نہیں اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں امام کی اجازت ضروری جبکہ باقی ائمہ امام مالک، شافعی، احمد، اور صاحبین رحمہم اللہ کے نزدیک اجازت ضروری نہیں امام الانبیاء ﷺ کی اجازت ہی کافی ہے لیکن امام صاحب فرماتے ہیں یہ بھی حدیث ہے کہ آدمی کے لئے وہی ہے جو اس کا امام پسند کرے لہذا امام کی اجازت کا خیال رکھنا ضروری ہے احناف کا فتویٰ امام صاحبؒ ہی کے قول پر ہے۔ احیاء کے لئے ضروری ہے کہ کم از کم دو عمل کرے یعنی ہل چلا کر پانی لگالے یا نالیاں بنا کر پانی لگالے یا کچھ تعمیر

---

[15] ہدایہ، ج4 ص487

حرف و سخن
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

کر کے پانی وغیرہ سے محفوظ بنالے لیکن اگر اس نے کوئی ایک عمل کیا اور پھر زمین کو چھوڑ دیا تو یہ احیاء نہیں ہو گا مثلاً زمین میں صرف ہل چلا کر چھوڑ دیا یا صرف نالیاں بنا دیں تو یہ عمل احیاء نہیں تحجیر کہلاتا ہے۔

تحجیر کا مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی زمین آباد تو نہیں کرتا لیکن اس پر قبضہ ثابت کرنے کے لئے اردگرد پتھر وغیرہ سے نشان لگا دیتا ہے یا جھاڑیاں صاف کر دیتا ہے اس زمین میں پڑے کانٹے جلا دیتا، آس پاس درخت لگا دیتا تو وہ زمین کا مالک تو نہیں بنتا البتہ حقدار بن جاتا ہے کہ اس جگہ پر تین سال تک اس کے علاوہ کوئی اور قبضہ نہیں کر سکتا۔ تین سال تک اگر وہ اس آباد کرلے تو وہ اسی کی ہو گی لیکن اگر تین سال بھی آباد نہیں کرتا تو اب حکومت اس سے واپس لے کر کسی اور کو دے دیگی جو اسے آباد کرے۔ تین سال انتظار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت نے عمرؓ کا قول ہے کہ متحجر کے لئے تین سال کے بعد کوئی حق نہیں ہے۔ نیز اس کو تین سال مہلت دینے کی وجہ یہ بھی ہے کہ ایک سال اس کو گھر واپس جانے کے لئے دیا جائے گا ایک سال تیاری شیاری کے لئے اور ایک سال واپس آنے کے لئے تاکہ وہ مکمل آزادی اور آسانی کے ساتھ واپس آکر زمین پر کاشتکاری کر سکے اور اسے تنگی وقت کی شکایت نہ لیکن جب وہ تین سال تک واپس نہیں آیا تو مطلب وہ اس زمین کو آباد کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتا اب امام کسی دوسرے کو دے سکتا ہے۔ وہ زمینیں جو دریاوں کے آس پاس ہوتی ہیں اور وہاں سے دریا اپنا راستہ تبدیل کرلیتا ہے تو ان کے بارے اصول یہ ہے کہ اگر دریا کا واپس آنا کسی بھی وقت ممکن ہو چاہے سالوں بعد بھی تو وہ دریا کی زمینیں ہیں ان پر قبضہ درست نہیں لیکن اگر وہاں اب دریا کا واپس آنا ممکن نہ رہا ہو۔اور وہ کسی اور اجتماعی کام میں بھی استعمال نہ ہو رہی ہوں تو ان کو موات قرار دیا جاسکتا ہے اور ان کے آباد کرنے والوں کو مالکانہ حقوق مل سکتے ہیں۔

الغرض اسلام کے اصول واضح ہیں۔ جو ان اصولوں کے مطابق بنجر زمینوں کی آبادکاری کرے گا وہ اجر و ثواب کا بھی حقدار ہو گا اور اس کو مالکانہ حقوق بھی مل جائینگے۔ جو ان اصولوں سے ہٹ کر لوگوں کی ذاتی زمینوں پر یا اجتماعی مفاد میں استعمال ہونے والی زمینوں پر ناحق قبضہ کرے گا اس کو مالکانہ حقوق بھی نہیں ملیں گے اس پر نبی علیہ السلام کی طرف سے وعید بھی ہے ساتوں زمینیں اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈالی جائینگی چنانچہ ارشاد ہے سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے رویت ہے کہ انہوں نے کہا:" سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من ظلم من الأرض شيئاً طوقه من سبع أرضين "[16] میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے زمین میں سے کچھ بھی ظلم کیا اللہ تعالیٰ اسے سات زمینوں کا طوق پہنا دے گا"۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

[16] بخاری، کتاب المظالم، باب اثم من ظلم شیئا من الارض، ص 431